حب رسول کے آڑ میں
مشرکانہ عقائد اور اُن پر تبصرہ

مؤلف

علامہ مفتی

عزیزالرحمن نوشکوی

سلمہ اللہ جل جلالہ

ناشر خادم توحید و سنت

مولانا محمد مصطفے مینگل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اما بعد!

راقم الحروف.... عرض گذار ہے کہ محبت اسی سے ہوتی ہے جو مشکل میں کام آئے،

خطرات، نقصانات اور حادثات میں تحفظ مہیا کرے، ضروریات کو پورا کرے اوراس کا خیال ومحبت دل کو تسکین اور روح کو اطمینان بخشے اور جس میں یہ ساری خوبیاں مستقل بالذات ہوں جن کے زوال کا خیال تک بھی محال ہو یقیناً ان سب کے کامل ترین حصول کا سوائے اللہ کے کسی سے تصور کرنا بھی کفر ہے۔ اسلیئے مومن اللہ تعالی کے برابر کسی دوسرے سے محبت نہیں کرسکتا۔ ایک مومن ہراس چیز سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالی کو محبوب ہو اور ہر وہ چیز مومن کو محبوب ہوگی جو اللہ تعالی کی قربت کا باعث بنے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے آخری رسول ہیں۔ اس لیے ہمیں اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے زیادہ محبت نبی کریمؐ سے ہونی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کا تقاضا ہے کہ آپ کے احکام کی تعمیل اورآپ کی منع کردہ باتوں سے اجتناب کیا جائے۔ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اظہار میں اورآپ کے اوصاف بیان کرنے میں بے اعتدالی کا شکار ہو جاتے ہیں اور آپؐ کے لیے ایسی صفات تک کا ذکر کر جاتے ہیں جو صرف اللہ تعالی کے لیے خاص ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر توحید کی طرف بلایا جائے۔ غیر اللہ کی بندگی سے لوگوں کو ہٹا کر اللہ کی بندگی پر لگایا جائے۔ مگر یہ لوگ کفر و شرک کو توحید جانتے ہیں۔ اور اہل توحید کو گستاخ رسول کہتے ہیں۔ یہ سراسر ظلم ہے کہ اللہ کے نبیؐ کے مقصد بعثت کو پہچان کر اس کے مطابق عمل کرنے والوں کو گستاخ رسول کہا جائے اور محبت کے دعوے کو ڈھال بنا کر شرک کو عین اسلام ثابت کیا جائے، آپ کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ توحید سے محبت کی جائے اور اسطرح کی جائے جسطرح اس مثالی انسان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جسے اللہ نے رسالت کے لئے چنا۔ آج بہت سے حب رسول کے دعویداروں نے ایسی تحریریں سپرد قلم کر رکھی ہیں جن میں بظاہر حُب رسول کے جذبات ابھار کر محمد کریمؐ کی سب سے محبوب شئے توحید کی شدید مخالفت اور رسول اللہ کی انتہائی ناپسندیدہ شئے شرک کی وکالت کرتے ہوئے اسی کو اصل دین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیر نظر رسالہ میں محبت رسول کے دعویداروں کے کچھ غلط فہمیاں بطور نمونہ نقل کر کے ان پر تبصرہ کیا ہے

خادم توحید و سنت عزیز الرحمن نوشکوی

محبت رسول کے دعویداروں کے غلط فہمیاں

اللہ تعالی فرماتا ہے: والذین یدعون من دون اللہ لایخلقون شیئاًوّھم یخلقون اموات غیر احیاءٍوّمایشعرون ایّان یبعثون

"اور جن لوگوں کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں۔بے جان لاشیں ہیں،ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

(النحل:۱۶/ ۲۰، ۲۱)

اس آیت میں یدعون کا ترجمہ پکار نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے(ڈاکٹر مسعود عثمانی کی خرافات کا عملی محاسبہ ص۲۷)

تبصرہ: یدعون کا ترجمہ پکارنا ہی ہے احمد رضا بریلوی "المومن" کی آیت نمبر ۶۰ کے ترجمہ میں یدعون کا ترجمہ پکارنا ہی کرتے ہیں۔

خود صاحب کتاب "علمی محاسبہ" نے تفسیر کبیر کے حوالے سے صفحہ ۲۷ پر یدعون کا ترجمہ "حاجتیں طلب کرنا" کیا ہے۔

یہی اس آیت کا اصل مفہوم ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم دٰخرین۔

"اور تمہارے رب نے کہاہے کہ تم مجھ سے دعاکرو میں تمھاری دعاقبول کروں گاجولوگ میری عبادت سے ازراہ تکبر خودسری کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہوکرداخل کئے جائیں گے۔(المؤمن:۴۰/ ۶۰)

الفاظ کتنے واضح ہیں پہلے اللہ سے دعاکاذکر ہے اور پھر عبادتِ الہی سے خودسری کا یعنی اللہ سے دعااللہ کی عبادت ہے۔

حدیث میں ہے "الدعاء ھوالعبادۃ" دعاہی عبادت ہے "(ترمزی، کتاب الدعوات حدیث ۳۳۷۲ امام ترمزی نے۔ صحیح حسن کہا) آیت کے ساتھ حدیث مبارکہ نے بھی وضاحت کردی کہ مافوق الاسباب کسی کو مشکل کشاسمجھ کرپکارنااس کی عبادت ہے،

اس آیت پر بھی غور فرمایئے:

ومن اضل ممن یدعوامن دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعآءھم غفلون واذاحُشرالناس کانوالھم اعدآء وکانوا بعبادتھم کفرین

"اوراس شخص سے بڑھ کرکون گمراہ ہوسکتاہے جوایسے کوپکارے جوقیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اوران کوان کے پکارنے کی خبرہی نہ ہواورجب لوگ جمع کئے جائیں گے تووہ(بزرگ جنھیں پکاراگیاتھا) ان کے دشمن ہوجائیں گے اوران کی عبادت کاانکار کردیں گے" احقاف: (۴۶ / ۵۶)

غور فرمایئے کہ بزرگ جس چیزکوعبادت گردانتے ہوئے اپنی عبادت کرنے والوں کے دشمن ہورہے ہیں وہ غیر اللہ کی پکارہی توہے

غلط فہمی: انبیاء کرام اور اولیاء عظام ''من دون اللہ''میں داخل نہیں ہیں بلکہ ''من دون اللہ''میں صرف بت داخل ہیں۔

تبصرہ: مشرکین بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ بت یونہی گھڑی ہوئی صورتیں نہ تھیں اور نہ ہی کوئی وہمی چیز کی تمثیل تھے۔ بلکہ ہمیشہ قوم کے دل میں انتہائی محبت اور عظمت پا جانے والی جانی پہچانی شخصیات کی شکلیں (تماثیل) تھیں۔

نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو قوم نے کہا: وقالوا لا تذرُنّ اٰلھتکم ولا تذرنّ ودّاوّلا سواعاًوّلا یغوث ویعوق ونسراً۔

''اور انھوں نے کہا ہر گز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود، سواع یغوث، یعوق اور نسر کو''نوح: ۱۷/ ۲۳)

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ قوم نوح کے نیک مردوں کے نام ہیں جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں خیال ڈالا کہ جن مقامات پر یہ اولیاءاللہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے بت بنا کر کھڑے کر دو (تا کہ ان کی یاد تازہ رہے۔ وہ ان کو پوجتے نہ تھے) جب یہ یادگار بنانے والے فوت ہو گئے تو بعد والوں نے ان بزرگوں کے بتوں کی عبادت شروع کر دی۔

(بخاری، کتاب التفسیر سورہ نوح حدیث ۴۹۲۰)

عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ”لات“
ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لیے ستو گھولتا تھا
(بخاری کتاب التفسیر: ۴۸۵۹) ان حوالوں سے یہ بات واضح ہے کہ یہ بت بھی صالحین ہی کے تھے اور مشرکین بتوں کے رنگ میں صالحین کی بندگی ہی کرتے تھے عجیب بات ہے کہ لوگ جذبات میں آکر واقعاتی چیزوں کو بھی محسوس کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

عیسائی عیسیٰؑ اور مریمؑ کے بت اور تصاویر بنا کر ان کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا وہ ہر بت اور تصویر کو پوجیں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کو جس میں ان کے نزدیک عیسیٰؑ کا بت اور تصویر ہونے کی واضح علامت موجود ہو اور وہ ان کی توجہ ان کے معبود کی طرف مبذول کرا رہا ہو۔ اسی لیے اللہ تعالی فرماتا ہے:

ان الذین تدعون من دون اللہ عبادامثالکم فادعوھم
فلیستجیبوالکم ان کنتم صدقین

”بے شک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں ان کو پکار کر دیکھو اگر تم سچے ہو تو چاہیے کہ وہ تم کو جواب بھی دیں (الاعراف: ۷/ ۱۹۴)

اللہ تعالی نے عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کو
”من دون اللہ“ میں شامل کیا:

واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین
من دون اللہ قال سبحنک مایکون لی ان اقول مالیس لی بحقٍ ”اور اس
وقت کو یاد کرو جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں
سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو۔ وہ کہیں
گے کہ تو پاک ہے میں ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے کچھ حق
نہیں (المائدہ:۵ / ۱۱۶)

جب عیسی علیہ السلام اور مریمؑ من دون اللہ میں داخل ہیں تو یہ دعوی
غلط ہوا کہ انبیاء اور اولیاء ”من دون اللہ“ نہیں اور ”من دون اللہ“ میں
صرف بت شامل ہیں۔

مزید دیکھیے اللہ تعالی نے علماء، درویشوں اور عیسیؑ ابن مریم کو من دون
اللہ میں شامل کیا ہے: اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ والمسیح
ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدًا لا الہ الا ھو سبحنہ، عما یشرکون
”انھوں نے اپنے علماء، مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ
کے سوا معبود بنالیا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی
عبادت نہ کریں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ان لوگوں کے شریک
مقرر کرنے سے پاک ہے
(التوبہ:۹ / ۳۱)

جب علماء درویش اور عیسیؑ من دون اللہ میں داخل ہیں تو من دون اللہ
سے صرف بت مراد نہیں۔ بلکہ اللہ تعالی کے علاوہ ہر وہ مخلوق جس کی
اللہ کے علاوہ عبادت کی جائے
خواہ وہ اس فعل قبیح سے مکمل طور پر بری ہوں جیسے انبیاء، ملائکہ
اور صالحین جیسی مقتدر ہستیاں بھی من دون اللہ میں شامل ہیں۔

غلط فہمی: یہ حقیقت ہے کہ من دون اللہ اصولی طور پر وہ ہوتے ہیں جو سراسر باطل ہوں کیونکہ اللہ تعالی نے صاف صاف فرمایا:

وانّ مایدعون من دونہ ھوالباطل

"اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔(الحج۲۲/ ۶۲)

کیا انبیاء اور اولیاء اللہ باطل ہو سکتے ہیں؟

تبصرہ:، اس آیت میں بطلان جس بات کا ہو رہا ہے وہ صفت الوہیت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نفع و نقصان پہنچانے والا نہیں ہے۔ چاہے وہ انبیاء و اولیاء ہی کیوں نہ ہوں یہی بات اللہ تعالی نے یوں بیان فرمائی۔

ماکان لبشرٍ ان یوتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداًلّی من دون اللہ ولکن کونوا ربّنیین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون ولایامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین ارباباًایامرکم بالکفر بعد اذانتم مسلمون "کسی آدمی کو لائق نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ (وہ کہے گا) تم ربانی بن جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو!

اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو بھلا جب تم مسلمان ہو چکے ہو تو کیا اسے لائق ہے کہ تمھیں کافر ہونے کو کہے۔(ال عمران:۳/ ۸۰، ۷۹)

بات واضح ہے کہ اللہ کے علاوہ نبیوں کے بندے بننا اور نبیوں کو رب بنانا باطل ہے۔

نہ کہ معاذاللہ انبیاء ملائکہ اور صالحین باطل بندے ہیں۔

غلط فہمی: غضب اللہ کا کہ ایک آدمی اور اللہ کے نبیؐ دونوں کو ایک مقام پر لاکھڑا کرنا کس قدر ستم ظریفی ہے۔ اگر میں کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ اگر میں کسی کی حاجت روائی نہیں کرسکتا تو کیا یہ لازم ہے کہ کوئی دوسرا بھی اسی طرح کا ہوگا؟ ہرگز نہیں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو بڑے مقامات عطا فرمائے ہیں (ڈاکٹر عثمانی کا علمی محاسبہ ۴۰)

تبصرہ: یہ افتراء ہے کہ اہل توحید عام آدمی اور اللہ کے رسولؐ کو ایک مقام پر لاکھڑا کرتے ہیں۔ رسول اللہؐ کو اللہ نے دنیا میں، میدان حشر میں اور روز قیامت جو مقام دیا وہ اللہ کی ساری مخلوق میں صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔ ورفعنالک ذکرک "اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا (الشرح:۴) قیامت تک کے لیے آپ کو رسول بنا کر آپ کا ذکر بلند کیا۔ آپ کا ذکر حشر کے میدان میں بھی بلند ہوگا۔ غرض ہر جگہ آپ کا ذکر بلند ہوگا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ اللہ کی صفات میں شریک ہیں۔ دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں کو اولاد دینا، مقدمات سے بری کرنا، بیماری سے صحت دینا اور دیگر مصائب میں حاجت روائی آپ کی ذمہ داری نہیں ہے

جو شخص ”اغثنی یارسول اللہ“
کہتاہے وہ سمجھتاہے کہ آپ کو کائنات میں تصرف (حالات کو بدلنے) کا اختیار ہے اور اللہ تعالی بھی آپ کی رضا کا پابند ہے۔ کیا اس نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔ یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فانّ اللہ لا یرضیٰ عن القوم الفسقین۔
”یہ تمھارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا“ (التوبۃ: ۹ / ۹۶)
اور یہ بھی فرمایا: استغفر لھم اولا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرّۃ فلن یغفر اللہ لھم
”اے نبی! تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار بھی ان کے لیے معافی کی دعا کرو گے اللہ انھیں ہر گز نہیں بخشے گا“
التوبۃ، ۸۰)
جب رسول اللہؐ کی دعا اور درخواست تک کا اللہ تعالی کی بارگاہ میں یہ حال ہو تو پھر اور کون ہے جس سے ہم مدد طلب کرتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالی ان کا کہا ٹال نہیں سکتا۔
اگر انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد طلب کرنا جائز ہوتا تو قرآن مجید میں کوئی ایک آیت تو اس کے جواز میں نازل ہوتی۔
قرآن مجید میں انبیاءؑ کی دعائیں موجود ہیں ۔
کسی نبی نے گزرے ہوئے نبی و رسول کو مصیبت کے وقت نہیں پکارا؛ بلکہ اللہ ہی کو پکارا کیونکہ اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے: فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون
”پس اللہ کو پکارو اس کے لیے دین کو خالص کر کے چاہے کفار برا کیوں نہ مانیں“ (المؤمن: ۴۰ / ۱۴)

غلط فہمی:

جبرئیلؑ نے مریمؑ سے کہا:

انما أنا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیاً

”میں اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دینے آیا ہوں“(مریم:۱۹)

جب جبرئیلؑ بیٹا دیتے ہیں تو اللہ کے نبیؐ بیٹا کیوں نہیں دے سکتے؟

تبصرہ:،اس آیت میں عیسیٰؑ ابن مریمؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ یہ معجزہ ہے۔

پوری انسانی تاریخ کا فقط ایک ہی واقعہ ہے۔

اس معجزہ کو قانون بنا کر یہ کہنا کہ جبرئیلؑ بیٹا دیتے ہیں، سخت گمراہی ہے۔ کیا آج کوئی کنواری لڑکی یہ کہہ سکتی ہے کہ اے جبرئیل مجھے بیٹا دے۔سب جانتے ہیں کہ ملک الموت روح قبض کرتے ہیں کیا ائمہ اہل سنت نے ملک الموت کو پکار کی تعلیم دی اہم باتیں کرنی ہیں۔اسی طرح لیلۃ القدر میں روح الامین اور فرشتے رحمتیں لے کر نازل ہوتے ہیں کیا کسی نے ان کو پکارا کہ تھوڑی سی رحمت ہمیں دے جا۔کوئی ان فرشتوں کو نہیں پکارتا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا گیا ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے جبرئیلؑ سے فرمایا:تم ہمارے پاس جیسے آیا کرتے ہو اس سے زیادہ دفعہ کیوں نہیں آتے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی:ومانتنزل الابامر ربک(مریم ۶۴)

”اور ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتر نہیں سکتے(بخاری: ۴۷۳۱)

بتایئے!جو مخلوق اپنی مرضی سے رسول اللہؐ کے پاس تک نہیں آسکتی وہ کسی کو بیٹا کیسے دے سکتی ہے؟وہ تو اللہ کے حکم سے کسی کو بیٹا دینے کی بشارت دے سکتی ہے۔

غلط فہمی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمیؓ سے فرمایا: "کچھ مانگ"

انھوں نے عرض کیا: جنت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "کچھ اور" انھوں نے کہا بس صرف یہی۔ (مسلم)

معلوم ہوا کہ سارا معاملہ نبی کریمؐ کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہئیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دے دیں۔

تبصرہ: حدیث کے آخری حصہ پر غور کیجیے۔

آپؐ نے فرمایا: فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود"

(مسلم شریف ۴۸۹)

"پس تم کثرت نوافل سے اپنے مقصد کے حصول کے لیے میری مدد کرو۔

اگر جنت آپؐ کے اختیار میں ہوتی تو آپؐ سیدنا ربیعہؓ کو کثرت سے نوافل پڑھنے کا حکم کیوں دیتے؟

معلوم ہوا معاملہ وہی ہے جو ثوبانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

"اخبرنی بعمل اعملہ یدخلنی اللہ بہ الجنۃ"

"مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے اللہ تعالی مجھے جنت میں داخل کر دے"

آپؐ نے فرمایا: "علیک بکثرۃ السجود للہ"

تم بکثرت سجدے کرو۔ (مسلم ۴۸۸)

سیدنا ربیعہؓ کا مقصد واضح ہے کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے جنت میں آپ کا ساتھ نصیب ہو جائے یا میرے لیے دعا فرمایئے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔

اگر جنت آپ کے اختیار میں ہوتی تو آپ فرماتے جا میں نے تجھے جنت دے دیں۔ آپ نے کیوں فرمایا کہ کثرت نوافل سے میری مدد کرو۔

غلط فہمی:

مشرکین مکہ کاعقیدہ تھاکہ اللہ نےان کے معبودوں کوپیداکرنے کے بعدان کوالوہیت دے دی اب اللہ تعالی کوئی کام نہ کرے اوریہ کرناچہیں تویہ کرسکتے ہیں(توحیداورشرک ص۷ ازسعیدکاظمی)

تبصرہ:مشرکین مکہ اللہ تعالی کوحقیقی الہ مانتے تھےاورسمجھتے تھےکہ اصل اختیارات اللہ کے پاس ہیں

فرمایا:

قل من بیدہ ملکوت کل شیئٍ وّھویجیرُ ولایجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ

”کہہ دیجیے کس کے ہاتھ میں ہرچیزکی بادشاہت ہےاوروہ پناہ دیتاہےاوراس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بتاؤاگرتم جانتےہووہ ضرورکہیں گےکہ یہ شان اللہ ہی کی ہے“(المؤمن:۲۳/ ۸۹، ۸۸)

معلوم ہواکہ مشرکین مکہ بھی اپنےمعبودوں کی طاقت کوعطاءسمجھتےتھےاوروہ اپنےمعبودوں کواللہ کی بارگاہ میں اپناسفارشی سمجھتےتھے۔

ویقولون ھولآءشفآءُناعنداللہ

”اورکہتےہیں کہ یہ اللہ کےپاس ہمارے سفارشی ہیں“(یونس: ۱۰/ ۱۸)

مانعبدھم الّا لیقربونا الی اللہ زُلفیٰ
”اور ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ
کے قریب کر دیں(الزمر:۳۹/ ۳)
یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ سخت مصیبت میں صرف اللہ ہی
کو پکارتے تھے۔
قل من یُنجیکم من ظلمت البر والبحر تدعونہ تضرّعاًوّخفیۃً لئن انجنا من
ھذہ لنکوننّ من الشکرین قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کرب ثم انتم
تشرکون
”کہہ دیجیے کہ وہ کون ہے جو تمھیں جنگل اور دریا کی آفتوں
سے نجات دیتا ہے جب تم گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ پکارتے ہو کہ
اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں
گے تم کہہ دو کہ وہ تمھیں اس سے اور ہر بے چینی سے نجات
دیتا ہے پھر تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو۔
(الانعام:٦/ ٦٣، ٦٤)
ان آیات سے مشرکین مکہ کے نظریات واضح ہیں کہ وہ اصل
قدرت اور طاقت اللہ ہی کی مانتے تھے سخت مصیبت میں اسی کو
پکارتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اللہ کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں
دے سکتا۔ اپنے معبودوں کو صرف سفارشی جانتے تھے۔ اور آج کے
کلمہ گو بھی انبیاء علیھم السلام واولیاء اللہ کے بارے میں یہی نظریات
رکھتے ہیں۔

غلط فہمی:

اللہ تعالی فرماتا ہے:ولو انھم اذظلموا انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توباً رحیماً(النساء:۴/ ۶۴)

"جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے توضروراللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والامہربان پائیں گے"

معلوم ہوا ہر قسم کا مجرم ہمیشہ آپ کی قبر کے پاس حاضر ہوکر شفاعت طلب کرے

تبصرہ:جاءوک سے آپ کے پاس آنا مراد ہے قبر نبوی مراد نہیں ہے۔دیکھیے مندرجہ ذیل آیت میں بھی جاءوک آیا ہے۔واذاجآءوک حیّوک بمالم یحییک بہ اللہ "اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کو ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالی نے نہیں کہا(المجادلہ:۵۸/ ۸)

معلوم ہوا دونوں آیت میں مراد آپ کی زندگی ہے۔یہ آیت قبر نبوی پر آکر مانگنے کی دلیل نہیں بن سکتی۔

یہ بھی ارشاد فرمایا:واذاقیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لوّوا رُءوسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون"اور جب ان(منافقین)سے کہاجائے کہ آؤرسول اللہ تمھارے لیے مغفرت مانگیں تو یہ(نفی میں) سرہلادیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیرلیتے ہیں"

(المنافقون:۶۳/ ۵)

آیت سے بالکل واضح ہے کہ یہ آپؐ کی حیات مبارکہ کاواقعہ ہے کہ آپ کی دعائے مغفرت گناہوں کی معافی کاباعث تھی اور جن خوش نصیبوں نے آپ کی خدمت میں آکر اپنے گناہوں سے توبہ کی وہ رضی اللہ عنھم ورضواعنہ کاانعام پاگئے۔

آپ کی وفات کے بعد صحابہؓ،تابعین اور محدثین کرامؒ میں سے کسی ایک نے بھی آپؐ کی قبرپر آکر آپؐ سے سفارش کی درخواست نہیں کی بلکہ انھوں نے براہ راست اللہ تعالی ہی سے دعاکی،

فوت شدہ بزرگوں کی قبروں پرجاکران سے دعائیں کروانے کاثبوت احادیث صحیحہ، صحابہ کرامؓ تابعین اور محدثین سے نہیں ملتا۔

غلط فہمی:

اللہ تعالی فرماتا ہے: واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ
"مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ"
(البقرہ: ۲/ ۴۵)

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ نماز اور صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔ (جاء الحق: ۱۹۴)

تبصرہ: کبھی کسی نے سنا کہ کوئی صبر یا نماز کو پکار رہا ہو۔ اے صبر، اے نماز میری مدد کرو۔ ایسا کہنے والا احمق ہے اس آیت کا سیدھا اور صاف مفہوم ہے کہ صبر اختیار کرو اور نماز پڑھو اللہ تعالی تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا۔ جس سے مشکلات دور ہو نگیں گویا کہ صبر اور نماز نیک اعمال میں سے ہیں جو اللہ تعالی کی خوشنودی کا انتہائی موثر ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

غلط فہمی:

میرے آقا نے فرمایا: واللہ معطی وانا قاسم

"اوراللہ تعالی دیتاہے میں بانٹتاہوں"

اس کی عطا بھی عام ہے میری تقسیم بھی عام ہے۔وہ دنیا بھی دیتاہے میں دنیا بھی بانٹتاہوں وہ دین بھی دیتاہے میں دین بھی تقسیم کرتاہوں۔علم،اولاد،ایمان غرض یہ کہ دین ودنیا کی ہر نعمت وہ دیتاہے اور میں بانٹتاہوں۔(خطبات کاظمی ص ۹۲)

تبصرہ: حدیث کی ابتدائی عبارت کیوں حذف کی جاتی ہے حدیث یہ ہے:

"من یُّرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ معطی"

"جس کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کاارادہ کرتاہے اس کودین کی سمجھ عطافرماتاہے اور میں توبانٹنے والاہوں اوراللہ دینے والاہے۔ (طبرانی) حدیث کے الفاظ اورعبارت کاسیاق وسباق بتارہاہے کہ یہاں عطاسے مال ودولت مرادنہیں بلکہ تفقہ فی الدین مرادہے۔

وہ فہم مرادہے جوکتاب وسنت کے معانی ومفہوم کی طرف راہنمائی کرتاہے اورآج وہ احادیث کی کتب میں محفوظ ہے کوئی شخص بھی نبی کریمؐ کی تعلیمات سے بے نیازہوکر دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کاتصوربھی نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

لوانفقت مافی الارض جمیعاًمّاالّفت بین قلوبھم ولکن اللہ الّف بینھم(الانفال:۸/ ۶۳)

”اگر آپ زمین کے تمام خزانے بھی خرچ کردیتےتو بھی ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے تھے۔ان کے دلوں کو بھی اللہ ہی نے جوڑا ہے“

قرآن حکیم کی ان محکم آیات کے بعد کیا دلیل ہے کہ ہم رسول اللہ کو کائنات میں متصرف(حالات بدلنے والا) سمجھیں۔ ماننا پڑے گا کہ قدرت واختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اوس وخزرج کی دیرینہ عداوتوں کاخاتمہ یعنی دلوں میں محبت اور الفت ڈالنا نبی کریمؐ کے اختیار میں نہ تھا۔

پھر یہ حدیث قرآن کی اس آیت ہی کے مفہوم میں ہے جس میں اللہ تعالی فرماتا ہے فمن یرداللہ ان یھدیۃ یشرح صدرہ للاسلام ومن یردان یضلہ یجعل صدرہ ضیقاً حرجاً کانّمایصّعد فی السماء

”پس جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چاہے اس کے سینہ میں گھٹن پیدا کر دیتا ہے گویا کہ وہ مشکل سے آسمان پر چڑ رہا ہو“(الانعام:۶ / ۱۲۵)

غلط فہمی:

میرے آقا نے فرمایا "اعطیت مفاتیح خزائن الارض" (بخاری و مسلم)
"اللہ تعالی نے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطافرمادیں"
کنجی کے معنی اختیار کے ہیں اللہ تعالی نے تمام اختیارات اپنے حبیب
کوعطافرمادیئے نبی کریمؐ جس کوچاہیں عطافرمائیں اور جس کو چاہیں نہ نہ دیں۔

تبصرہ: اللہ تعالی فرماتے ہیں:

قل لّااقول لکم عندی خزائن اللہ (انعام:٦ / ٥٠) "اے نبی تم کہہ دو کہ میں نہیں کہتامیرے پاس اللہ کے خزانے ہیں"
آیت میں اللہ کے دیئے گئے خزانوں کی نفی ہے جس سے ذاتی اور عطائی کی تاویل کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔ یہ ناممکن ہے کہ قرآن جس کی نفی کرے حدیث میں اس کا ثبوت ہو۔

اس حدیث سے مرادفتوحات مصروشام وغیرہ ہیں۔اور خزانوں سے مرادمال ودولت ہے جیساکہ حدیث کے آخری ٹکڑے میں آیاہے کہ ابوہریرۃؓ
نے فرمایا: "وقدذھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم" اور رسول اللہؐ چلے گئے ہیں اور تم انھیں (یعنی خزانوں کو) اکھٹاکررہے ہو
(بخاری کتاب الجہاد باب: قول النبی نصرت بالرعب مسیرۃ شھر حدیث:٢٩٧٧)

اوراس مفہوم کوواضح طورپر سورہ یوسف میں دیکھاجاسکتاہے جب اللہ کے نبی یوسفؑ اجعلنی علی خزائن الارض (یوسف:٥٥) کہتے ہیں توکون سے خزانے ہیں جویوسفؑ بادشاہ مصرسے مانگ رہے ہیں، یہاں ابہام کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

غلط فہمی:

حصن حصین میں ہے کہ جب مدد لیناا عینونی
"اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو"
ملاعلی قاری لکھتے ہیں کہ عباداللہ سے مراد فرشتےیامسلمان یاجن یارجال الغیب یعنی ابدال ہیں یہ حدیث حسن ہےمسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہےاوریہ عمل مجرب ہے(جآءالحق ۱۹۸)

تبصرہ: یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس میں عتبہ بن غزوان مجہول راوی ہے

(۲)ایک راوی ابن حسان کو محدثین نے منکرالحدیث کہاہے۔لھذایہ سند ضعیف ومردودہے۔اس سے استدلال جائزنہیں

غلط فہمی:

مددمانگنے کاخوداللہ تعالی نے حکم دیا:
وتعاونواعلی البروالتقویٰ"اورنیکی اورتقوی پر ایک دوسرے کی مددکرو"(المائدہ:۵/ ۲)
کیااللہ تعالی اپنے بندوں کوناجائزکام کی تعلیم دےرہاہے۔

(۲)اللہ تعالی نےانبیاءکومددکرنےکاحکم دیاہے:لتؤمنّن بہ ولتنصرنّہ (ال عمران:۳/ ۸۱)"تم ضروراس پرایمان لانااورضروربضرور اس کی مددکرنا"
کیااللہ تعالی نےانبیاءعلیھم السلام کومددکاحکم دےکرشرک کی تعلیم دی۔

(۳)عیسیٰؑ غیراللہ سے مددطلب کرتےہیں:
قال من انصاری الی اللہ(ال عمران:۵۲)
"فرمایاکون اللہ کے لیےمیرامددگارہے"

تبصرہ: دعاوپکاراورامداد جوماتحت الاسباب ہو وہ بالاتفاق درست ہے۔
اوپر کی تمام آیات میں تحت الاسباب امداد کاذکرہے مخلوقات
کا اپنی فطری قوت واختیار کے دائرے میں رہ کر ایک
دوسرے سے مددلیناشرک وتوحید کی بحث سے خارج ہے۔مثلاً پاکستان
میں بیٹھے ایک شخص کے پاس ٹیلفون کاذریعہ موجودہےتواس
سے مددچاہناکہ مکہ میں میرے بیٹےسے فلاں نمبرپرمعلوم کردوکہ
کل وہ کس وقت پاکستان آرہاہےہرگزہرگز شرک نہیں ہے کیونکہ
سبب (ذریعہ)موجود ہے۔مومن اپنی حاجات وضروریات کوپورا
کرنے کے لیے آپس میں تحت الاسباب (اللہ کے دیے ہوئےاختیارات
کے تحت)ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔مشرکین مکہ کو اسلیے مشرک
کہاگیاہے کہ وہ انبیاءواولیاء، ملائکہ اورجنات کوان معاملات میں
پکارتے ہیں جن میں اللہ تعالی نےان کواختیار نہیں دیااللہ تعالی
نے مخلوقات میں سے کسی کو زندہ کرنےاورمارنےکااختیارنہیں
دیابیماری سےشفاءدینااور رزق عطاکرنااللہ ہی کے اختیارمیں ہے۔کوئی
کسی کی نہ توتقدیربدل سکتاہےنہ ہی کسی کے دل کوبدل کراس میں
محبت یانفرت کے جذبات پیداکرسکتاہے۔
اسی طرح فتح وشکست ذلت وعزت، اطمینان اوربےاطمینانی
پیداکرنےکے اختیارات مخلوق میں سے کسی کےپاس نہیں
ان علوم،قدرتوں اورصفات کومافوق الاسباب کہاجاتاہے۔لھذامافوق
الاسباب میں اللہ کے سواکسی کوامدادکےلیےپکارناشرک ہےاوریہی
مسئلہ یہاں زیربحث ہے۔

غلط فہمی:

نبی کریمؐ کی بابت قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ومانقموا الاان اغنٰھم اللہ من فضلہ(التوبہ:۹/ ۷۴)

"یہ سب کچھ اس کابدلہ تھاکہ اللہ اور رسول اللہ نےانھیں اپنے فضل سے غنی کردیا"

آیت کریمہ صاف صاف اعلان کررہی ہے کہ اللہ تعالی اور مصطفیٰ کریم کی عطادونوں ایک ہیں(علمی محاسبہ ص۴۵)

تبصرہ: آیت کاصاف،سیدھااور واقعات کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاکی برکت سےاور مال غنیمت کے حصول سے مومنین کے ساتھ ساتھ منافقین کی بھی مالی حالت درست ہوگئی۔اس سے یہ کہاں ثابت ہوتاہے کہ قیامت تک کے لیے آسودگی،فراغت اور مال ودولت اللہ کے رسولؐ عطافرماتے ہیں۔

غلط فہمی:

اللہ تعالی فرماتےہیں:ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی(اے محمد)جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں تووہ تم نے

(کنکریاں)نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں"(الانفال:۸/ ۱۷)

اس آیت کامفہوم کیاہے

تبصرہ: یہاں اللہ تعالی نے آپ کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا۔لیکن اذرمیت کہہ کرکنکریوں کوپھینکنےکافعل نبی کریمؐ کی طرف منسوب کیاپھر نفی کرکے اپنی طرف اضافت کی فعل ایک ہی ہے۔نبی کریمؐ نےہاتھ سے پھینکی۔جبکہ اس کاسبب اللہ تعالی ہے جس نے ایساکرنے کاحکم دیااورپھران کنکریوں کو مشرکوں تک پہنچادینااللہ ہی کاکام ہے۔

اللہ فرمارہاہے کہ ہم نےتم میں یہ قوت پیداکردی تھی ورنہ تم اپنے کسب واختیارات سےیہ کام نہ کرسکتے تھےیہ آیت توتوحید خالص کی ایک روشن دلیل ہے۔

مصنف کی دیگر تصانیف

- سیف العزیز
- کشف الغُمہ
- فرقہ حیاتیت شیعہ کی گود میں
- کشف الغطاء
- سنت کا باغی کون؟
- فرقہ حیاتیت کے ساتھ جھوٹ
- قرآن کا منکر کون؟
- خالفوا المشرکین
- آئینہ تعرضات صفدر
- تصوف کی تخریب کاریاں
- حیاۃ الشھداء فی الجنۃ
- شمشیر عزیزی
- حقیقت عذاب قبر
- انکار حدیث سے انکار قرآن تک
- فرقہ رائیونڈیہ کو اپنے مسلک پر نظر ثانی کی دعوت
- دشمنان صحابہ ؓ کافر ہیں
- فرقہ بریلویہ کو اپنے مسلک پر نظر ثانی کی دعوت
- آئینہ تعرضات مرزا
- فرقہ شیعہ کو اپنے مسلک پر نظر ثانی کی دعوت
- قرآن کا باغی کون
- فرقہ بریلویہ کے گمراہ کن عقائد و نظریات
- دفاع معاویہ رض
- صحابہ ؓ معیار حق ہیں
- قائلین سماع موتی کو قرآنی چیلنج
- دفاع صحابہ رض
- فرقہ بریلویہ کے عقائد و نظریات قرآن و سنت کے آئینہ میں
- مسئلہ علم غیب قرآن و سنت کی روشنی میں
- کیا ذکری فرقہ مسلمان ہیں؟